صباح الخیر
دعاء کا شرعی حکم

کافی عرصے سے یہ فقیر صبح یعنی دن کے آغاز میں سوشل میڈیا بالخصوص وٹس ایپ پر اپنے مسلمان بھائیوں کو دعائیہ کلمات بصورت " صباح الخیر " جبکہ اکثر اوقات کچھ دعائیں بھی ساتھ ہو جاتی ہیں ، ارسال کرتا رہتا ہے۔ لیکن آج سے تقریباً دو ، تین ہفتے قبل ہمارے ایک محترم دوست نے ان کلمات پر ایک علمی اشکال فرمائی ہے ، اُس وقت ہم نے جواب کے طور پر مختصراً یوں لکھا کہ اس کے اندر نہ ظاہری طور پر کوئی قبح نظر آتا ہے ، جس کی وجہ سے یہ ناجائز ٹھہرے اور نہ اسے کوئی شخص مسنون سمجھتا ہے جو عدم شرعی دلیل کی بنیاد پر حرا م ٹھہرے لہٰذا اس کا استعمال بلا کراہت درست ہے۔ بلکہ یہ دعائیہ کلمات ہیں اور اسی حد تک اس کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں ہے ، بعد ازاں ہمارے محترم نے مندرجہ ذیل روایت کو کوڈ کیا۔

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد:

فلم نعثر على ما يدل أن المشركين قالوا "صباح الخير" في صباح الغد من موت النبي صلى الله عليه وسلم، والمعروف أنهم كانوا يقولون مثلها في تحيتهم "أنعم صباحاً" قبل الإسلام، فلما جاء النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن هذه التحية وقال: أبدلنا الله خيراً منها السلام، ففي سنن أبي داود ومصنف عبد الرزاق وشعب الإيمان للبيهقي عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: كنا نقول في الجاهلية "أنعم الله بك عيناً وأنعم صباحاً" فلما جاء الإسلام نهينا عن ذلك.

ہم اس وقت فی الفور مختصر طور پر یہ جواب دے سکتے تھے کہ اس نہی کا اطلاق مسلمانوں کا آپس میں ملاقات کے دوران ایک دوسرے کو تحیہ پیش کرنے کیساتھ ہے یعنی تحیہ کے طور پر جب سلام کا حکم آگیا تو اسی محل میں اس صباح الخیر سمیت ہر وہ کلمات منسوخ ہو گئے ،جو اس وقت لوگ جاہلیت کے دور سے استعمال کرتے چلے آرہے تھے، چنانچہ ان تمام کلمات کا استعمال غیر شرعی پایا جن سے یہ مسنون تحیہ (یعنی سلام مسنون) فوت ہو رہا ہو۔ اور یہاں چونکہ ہمارے پوسٹ کردہ کلمات "صباح الخیر" دعائیہ کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں، لہٰذا یہ اس روایت کے اطلاق سے خارج ہو کر اپنی ذات کے اعتبار سے جائز اور مباح ہیں۔

لیکن احقر نے اس مختصر جواب کے بجائے مناسب یہ سمجھا کہ اس موضوع پر کچھ تفصیل کے ساتھ ایک تحریر سامنے آجائے تا کہ اس کا حکم ہر اعتبار سے واضح ہو جائے۔

تفصیلی کلام

تفصیلی کلام کو ہم دو طریقوں سے ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ نمبر ۱ اصولی کلام نمبر ۲ علمی واستدلالی کلام۔ اصولی کلام کا مطلب یہ ہے کہ جو قواعد اور اصول شرعیہ ہیں، برائے ثبوت احکام ان کی بنیاد پر بحث کی جائے۔ جبکہ علمی اور استدلالی کلام کا مطلب یہ ہے کہ دلیل کو سامنے رکھی جائے اور اس سے استنباط واستشہاد کی بنیاد پر کوئی حکم ثابت کیا جائے۔ دلیل کے متن پر غور کیا جائے اس میں شارع کی منشاء پر خوب غور وخوض کیا جائے، اس کے متعلق دیگر ذخیرہ احادیث پر نظر غائر ڈالی جائے۔ ان احادیث کے بارے میں دیگر محدثین اور فقہاء کرام کی آراء معلوم کیا جائے۔ ان تمام مراحل سے گزر کر جو حکم سامنے آتا ہے وہ علمی اور استدلالی کہلاتا ہے۔

اصولی کلام :

ذیل میں اصولی کلام کو پیش کیا جارہا ہے، قارئین کرام غور وفکر کیساتھ مطالعہ جاری فرمائیں۔

۱۔۔۔۔ کسی حکم شرعی کے لئے دلیل شرعی کا ہونا، ناگزیر ہے۔

۲۔۔۔۔ کسی عمل کو غیر شرعی قرار دینے کے لئے یا تو اس کے اندر ذاتی قبح کا پایا جانا ضروری ہے۔

۳۔۔۔۔ یا شارع کی طرف سے دلالت مطابقی کے ساتھ صریح نکیر کا پایا جانا ضروری ہے۔

۴۔۔۔۔ حدوث فعل کے اعتبار سے دعاء ایک مباح عمل ہے، اس کے لئے:

(الف) : شارع نے نہ کوئی خاص الفاظ کی پابندی لگائی ہے، اور نہ اس کے لئے

(با) : شریعت مطہرہ نے خاص وقت کو ضروری قرار دیا ہے۔

ان مقدمات کی روشنی میں مندرجہ ذیل احکام سامنے آتے ہیں :

۱۔ چونکہ "صباح الخیر" کو نہ کوئی سنت سمجھتاہے اور نہ یہ مسنون سلام کا قائم مقام (تحیہ کی کوئی قسم) سمجھا جاتا ہے ، لہٰذا اس کے جواز کے لئے کسی دلیل شرعی کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ اس کے ظاہری الفاظ کے اندر کسی قسم کی قباحت بھی نظر نہیں آ رہی جو موجب عدم جواب ہو، لہٰذا " صباح الخیر " کے یہ الفاظ ناجائز بھی نہیں قرار پاتے۔

۳۔ چونکہ ہمارے محترم کی طرف سے نقل کردہ روایت واضح طور پر یہ بتا رہی ہے کہ یہ الفاظ "جاہلیت کی تحیہ" کے طور پر استعمال ہوتے تھے، چنانچہ اس کی جگہ " مسنون تحیہ " یعنی السلام علیکم کا حکم جاری ہو گیا۔ لہٰذا "صباح الخیر" کا اپنے لغوی معنی میں استعمال روایت مذکورہ کا اثباتاً یا نفیاً مصداق ہی نہ رہا۔ لہٰذا "غیر تحیہ کے طور پر " اس کا استعمال بدستور جائز ٹھہرا۔

۴۔ چونکہ "صباح الخیر " کا یہاں استعمال محض ایک دعا کے طور پر ہے لہٰذا اس کے ظاہری الفاظ کے استعمال میں شرعاً کوئی پابندی نہیں ہونا چاہیے۔

علمی اور استدلالی کلام:

علمی اور استدلالی کلام چونکہ دلیل کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے محترم نے جو دلیل کے طور پر عبارت پیش فرمائی ہے۔ اگر اس کے ساتھ ایک صحیح حوالہ بھی درج ہوتا، تو روایت مذکورہ کو اپنے مکمل سیاق وسباق کے ساتھ دیکھی جاتی۔ احقر کو اس حوالے کی تلاش میں بہت زیادہ وقت استعمال کرنا پڑا۔ بہر حال اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا فضل فرما کر ہمیں عبارت مذکورہ کے صحیح مصدر تک رسائی نصیب فرمائی۔ تاہم اس کے اندر جو ابوداود وغیرہ کے حوالے دئے گئے ہیں۔ ان کتب میں یہ روایت مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ منقول ہے:

امام ابوداود نے باب باندھا ہے : باب فِي الرَّجُلِ يَقُولُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا اس کے تحت روایت بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ أَوْ غَيْرِهِ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا وَأَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا كَانَ الإِسْلاَمُ نُهِينَا عَنْ ذَلِكَ. قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ مَعْمَرٌ يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا وَلاَ بَأْسَ أَنْ يَقُولَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَيْنَكَ. (ابوداؤد ص)

مصنف عبد الرزاق لعبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (المتوفی:۲۱۱ھ) شعب الایمان لابی بکر البیھقي (المتوفی: ۴۵۸ھ) شرح السنۃ لحسین ابن مسعود البغوی (المتوفی ۵۱۶ھ) سب میں یہی روایت انہی الفاظ کے ساتھ منقول ہے روایت پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل دو باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں:

(۱) منہی عنہ کلام کے الفاظ : ابوداود کی اس روایت میں ہمارے محترم کی نقل کردہ روایت میں بھی والمعروف انهم كانو ايقولون فی تحیتهم "انعم صباحا" قبل الاسلام منقول ہے۔ یعنی جاہلیت میں دو قسم کے الفاظ مستعمل تھے : أَنْعَمَ اللَّهُ بِكَ عَيْنًا اور وَأَنْعِمْ صَبَاحًا

(۲) منہی عنہ کلام کی نوعیت : دوسری بات یہ کہ زمانہ جاہلیت میں یہ کلام تحیہ کے طور پر استعمال ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ہمارے محترم کی نقل کردہ روایت میں یہ الفاظ : كانو ايقولون فی تحيتهم الخ اور اسی طرح "ابدلنا الله خیر امنها السلام" اس پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتے ہیں کہ اس وقت اس کا رواج آپس میں ملاقات کے وقت کلام کے ساتھ تھا۔ چونکہ ملاقات کے وقت شریعت اسلامیہ نے "سلام" کا حکم نازل فرمایا لہٰذا اب ملاقات کے وقت مسنون سلام کو چھوڑ کر وہی جاہلیت کا کلام "انعم صباحا" یا "صباح الخیر" کو استعمال کرنا حدیث بالا کی روشنی میں ناجائز ہو جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حدیث بالا میں منہی عنہ کلام کی نوعیت تحیہ کی ہے۔

روایت کے ان دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر ہم نے ابتداء کلام میں وٹس ایپ پر "صباح الخیر" کے استعمال کو جائز کہا ہے، کیونکہ اس صورت میں "صباح الخیر" بطور تحیہ ہر گز استعمال نہیں ہوتا جس سے مسنون تحیہ یعنی سلام کا استعمال فوت ہو رہا ہو۔ بلکہ واضح طور پر یہ بات سامنے ہے کہ یہاں یہ دعا کے طور پر استعمال ہوتا ہے، جس کے بارے میں حدیث منصوص ہی نہیں ہے ۔ ہاں اگر ایسا ہو جائے ، اور "صباح الخیر" تحیہ کے طور پر استعمال کرنا شروع ہو جائے کہ اس سے مسنون سلام مکمل طور پر متروک ہو جائے یا جزئ طور مسنون سلام کی جگہ اس کا استعمال بھی ساتھ ساتھ ہو، تو یقیناً روایت مذکورہ کے رو سے یہ ایک جاہلیت کا رسم ہو کر ناجائز ہو جائے گا۔

فقہ اسلامی میں ایسے کتنے نظائر مل جائیں گے جن کا تعلق زمان ومکان کے ساتھ جڑ جاتا ہے۔ مثلاً ابتداء میں زیارۃ القبور سے منع فرمایا گیا لیکن جب مسلمانوں میں عقائد بالخصوص توحید کی پختگی آ گئی تو زیارۃ القبور کی اجازت ہو گئی بلکہ اس کی ترغیب بھی آ گئی کیونکہ اب اس سے خود انسان کو اپنی موت اور آخرت یاد آتی ہے۔ حرمت شراب کے ساتھ ان برتنوں کے توڑنے کا حکم جاری ہوا جن کے اندر اس وقت لوگ شراب بناتے تھے اور سٹور کرتے تھے لیکن اب اس قسم کے برتن رکھنا حرام نہیں رہا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ "یمین الفور" میں جس فعل کے ساتھ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق معلق کرکے دیتا ہے، تو اس وقت اگر بیوی اسی کام سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے، کچھ ہی دیر بعد جب وہ اسی کام کو کر گزرتی ہے تو تعلیق ختم ہو کر اس کی بیوی کو طلاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس فعل ومجلس کے ساتھ وہ طلاق متعلق کی تھی وہ مجلس وعمل باقی نہ رہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مرض الموت میں ایک شخص طلاق دیتا ہے تو یہ حالتِ مرض طلاق کے پورے احکامات لاگو ہونے میں مانع بن جاتی ہے، چنانچہ اسی حالت میں بیوی وراثت سے محروم نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ فقہی معاملات کے بہت سارے احکام ایسے ہیں کہ

قیاساً یا اصولاً جائز نہیں ٹھہرتے لیکن عرف عام کی وجہ سے جب وہ حالات باقی نہیں رہتے جو عدم جواز کے موجب بنتے تھے اور اب وہ نزاع باہمی کا یا سبب بھی نہ بن رہے ہوں، تو وہ جائز سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً استصناع ایک بیع معدوم ہی تو ہے لیکن عرف عام میں انہیں اعتبار جب دیا گیا تو شریعت نے بھی تسلیم کر لیا۔

منہی عنہ الفاظ " أَنْعِمْ صَبَاحًا " کا استعمال

قارئین کرام کو یاد ہونا چاہئے کہ ہمارے محترم نے جو عبارت نقل فرمائی ہے اس کے اندر "صباح الخیر" کی مانند " أَنْعِمْ صَبَاحًا " کا استعمال بھی منع کیا گیا ہے۔ ذیل میں احادیث اور علماء مشائخ کے فتاوجات سے اس کے استعمال کا جواز پیش کریں گے، وجہ یہی ہوگا کہ اس کا استعمال " تحیہ " کی بجائے "دعائیہ" میں ہوا ہے۔

حدیث مبارک کی روشنی میں :

چنانچہ ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ " أَنْعِمْ صَبَاحًا " استعمال ہوا ہے۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت کے مستعمل تحیہ میں "أَنْعِمْ صَبَاحًا" بھی شامل ہے۔ لیکن جب اس کا محل ونوعیت تبدیل ہو گئ (یعنی تحیہ کی بجائے دعائیہ استعمال ہوا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہی کلمات کو استعمال فرمایا، وجہ یہی تھی، کہ اس کا استعمال تبدیل ہو گیا۔

حضرت حذیفہ بن حکیم السلمی رض کی طویل حدیث مبارک ہے جس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سارے استفسارات کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں وصیت ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ درمیان کلام میں ایک جگہ فرمایا :

--------- فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله يعرض على عبده في كل يوم نصيحة فإن هو قبلها سعد وإن تركها شقي، فإن الله باسط يده لمسيء النهار ليتوب، فإن تاب تاب الله عليه، وإن الحق ثقيل كثقله يوم القيامة، وإن الباطل خفيف كخفته يوم القيامة، وإن الجنة محظور عليها بالمكاره، وإن النار محظور عليها بالشهوات، أنعم صباحا تربت يداك! قال خزيمة: يا رسول الله! أخبرني عن ظلمة الليل وضوء النهار.----الخ (کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال ج ۱۳ ص ۳۸۴)

قارئین ملاحظہ فرمائے کہ یہی الفاظ " **أنعم صباحا** " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استعمال فرمایا حالانکہ جو روایت ہمارے محترم نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ " **أنعم صباحا** " بھی منع فرمایا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا کہ جب اس کی نوعیت " تحیہ " کی بجائے "دعا" میں تبدیل ہو گئ تو اس کا استعمال جائز ہو گیا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے ایک موقع پر حضرت عائشہ رض کو "تَرِبَتْ يَمِينكِ" ارشاد فرمایا۔ اسی "تربت" کا معنی اور تشریح کرتے ہوئے محدثین کرام نے لکھا ہے کہ یہ بظاہر "ذم" ہے لیکن

درحقیقت یہ "مدح" ہے۔اوراسی معنی کو بیان کرکے مذکورہ بالاروایت کومثال میں پیش کی ہے۔چنانچہ اسی روایت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تَرِبَتْ يَمِينك کی تشریح میں جلال الدین السیوطی تحریر فرماتے ہیں :

قَالَ فِي النِّهَايَة : هَذِهِ الْكَلِمَة جَارِيَة عَلَى أَلْسِنَة الْعَرَب لَا يُرِيدُونَ بِهِ الدُّعَاء عَلَى الْمُخَاطَب وَلَا وُقُوع الْأَمْر بِهَا كَمَا يَقُولُونَ قَاتَلَهُ اللَّه ، وَقِيلَ مَعْنَاهَا لِلَّهِ دَرّك وَقِيلَ أَرَادَ بِهِ الْمِثْل لِيَرَى الْمَأْمُور بِذَلِكَ الْجِدّ ، وَأَنَّهُ إِنْ خَالَفَهُ فَقَدْ أَسَاءَ ، وَقَالَ بَعْضهمْ : هُوَ دُعَاء عَلَى الْحَقِيقَة ، وَأَنَّهُ قَالَ لِعَائِشَةَ – رَضِيَ اللَّه عَنْهَا – : تَرِبَتْ يَمِينك ؛ لِأَنَّهُ رَأَى الْفَقْر خَيْرًا لَهَا ، وَالْأَوَّل أَوْجَه يُعَضِّدهُ قَوْله فِي حَدِيث خُزَيْمَة أَنْعِمْ صَبَاحًا تَرِبَتْ يَدَاك فَإِنَّ هَذَا دُعَاء لَهُ وَتَرْغِيب فِي اِسْتِعْمَاله مَا تَقَدَّمَتْ الْوَصِيَّة بِهِ أَلَا تَرَاهُ قَالَ : أَنْعِمْ صَبَاحًا ثُمَّ عَقَّبَهُ بِتَرِبَتْ يَدَاك وَكَثِيرًا مَا يَرِد لِلْعَرَبِ أَلْفَاظ ظَاهِرهَا الذَّمّ ، وَإِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهَا الْمَدْح كَقَوْلِهِمْ لَا أَب لِلَّهِ ، وَلَا أُمّ لَك وَمَوْت أُمّه ، وَلَا أَرْض لَك ، وَنَحْو ذَلِكَ (حاشیۃ السیوطی والسندی علی سنن النسائی ج ا، ص ۱۲۲)

حدیث حذیفہ رض کا حوالہ دے کر یہی تفصیل علامہ بدر الدین عینی نے صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری (ج ۲، ص ۳۱۹) میں اور سنن ابی داؤد کی شرح، شرح سنن ابی داؤد للعینی (داود ج ا، ص ۵۳۰) میں، امام ابن اثیرؒ نے النہایہ فی غریب الحدیث والاثر (ج ا ص ۱۸۴) میں نقل کی ہے۔

فتاویٰ جات :

ذیل میں اہل علم کے چند فتاویٰ جات نقل کرتے ہیں۔ان فتاویٰ میں یہی بات سرفہرست ہے کہ "انعم صباحا" کے عدم جواز کا حکم اس وقت ہوگا جس وقت یہ مسنون سلام کا قائم مقام استعمال ہوگا، ورنہ جہاں دعائیہ کلمات کے طور پر اس کو استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱) شیخ محمد بن عثیمینؒ کا فتویٰ:

ما رأيكم بهذه الألفاظ (أرجوك) ، (تحياتي) ، و(أنعم صباحا) ، و(أنعم مساءً) ؟.

الجواب :

الحمد لله : قال الشيخ محمد بن عثيمين رحمه الله :

" لا بأس أن تقول لفلان (أرجوك) في شيء يستطيع أن يحقق رجاءك به ، وكذلك (تحياتي لك) ، و(لك مني التحية) وما أشبه ذلك ؛ لقوله تعالى : { وإذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها } ، وكذلك (أنعم صباحا) و(أنعم مساء) لا بأس به ، ولكن بشرط ألا تتخذ بديلا عن السلام الشرعي "

(مجموع فتاویٰ الشیخ محمد بن عثیمین علیہ الرحمۃ، سؤال نمبر ۴۱۹، ج ۳، ص ۷۰)

(٢) فقيه عبدالله كافتوى : (الكتاب : فتاوى الشبكة الإسلامية معدلة)

السؤال ، بسم الله الرحمن الرحيم

يقال لا يجوز أن نقول صباح الخير بحجة أن المشركين قالوها بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم بصباح غد فهل هذه حقيقه؟ جزاكم الله خيرا

الجواب : الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه أما بعد:

فلم نعثر على ما يدل أن المشركين قالوا "صباح الخير" في صباح الغد من موت النبي صلى الله عليه وسلم، والمعروف أنهم كانوا يقولون مثلها في تحيتهم "أنعم صباحاً" قبل الإسلام، فلما جاء النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن هذه التحية وقال: أبدلنا الله خيراً منها السلام، ففي سنن أبي داود ومصنف عبد الرزاق وشعب الإيمان للبيهقي عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: كنا نقول في الجاهلية "أنعم الله بك عيناً وأنعم صباحاً" فلما جاء الإسلام نهينا عن ذلك.

وأخرج ابن أبي حاتم عن مقاتل بن حيان قال: كانوا في الجاهلية يقولون: حييت مساء حييت صباحاً. فغير الله ذلك بالسلام. إلى غير ذلك من الأحاديث التي يقوي بعضها بعضاً وتدل على النهي عن التحية بهذا اللفظ، خصوصاً إذا جيء بها بدلاً عن السلام لأنها تحية المشركين، ويشرع أن يقول الرجل لصاحبه إذا لقيه "كيف أصبحت؟ أو كيف أمسيت؟ وذلك بعد أن يسلم عليه، وإن ابتدأه بها قبل السلام واكتفى بها أجزأ.

قال ابن مفلح في الآداب الشرعية: فصل في قول: كيف أمسيت؟ كيف أصبحت؟ بدلاً من السلام، قال الإمام أحمد لصدقة وهم في جنازة يا أبا محمد كيف أمسيت؟ قال: مساك الله بالخير، وقال أيضاً للمروذي وقت السحر: كيف أصبحت يا أبا بكر؟ وقال: إن أهل مكة يقولون إذا مضى من الليل -يريد بعد النوم- كيف أصبحت؟ فقال له المروذي: صبحك الله بخير يا أبا عبد الله ، وظاهر هذا أنه اكتفى به بدلاً من السلام. وترجم عليه الخلال "قوله في السلام كيف أصبحت؟"... وروى أبو بكر البرقاني بإسناده عن ابن عباس أنه قال: لو لقيت رجلا فقال: بارك الله فيك. لقلت: وفيك" فقد ظهر من ذلك الاكتفاء بنحو: كيف أصبحت وكيف أمسيت؟ بدلاً من السلام، وإنه يرد على المبتدئ بذلك؛ وإن كان السلام وجوابه أفضل وأكمل. انتهى

والله أعلم. المفتي: مركز الفتوى بإشراف د.عبدالله الفقيه

رقم الفتوى ١٩٥٦٦

تحية الإسلام...وهل يجزئ عنها غيرها

تاريخ الفتوى : ١٢ جمادي الأولى ١٤٢٣

ضروری وضاحت :

"فتویٰ نمبر ۲ فقیہ عبداللہ" کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے کی جو عبارت قارئین نے ملاحظہ فرمائی اس میں پہلی سات سطریں جو نیلی رنگ کی ہیں ہمارے محترم نے دلیل کے طور پر اسی فتوے کی یہی عبارت نقل فرمائی ہے، جو کہ کل فتوے کا آدھا حصہ بھی نہیں بنتا ۔ حالانکہ استفتاء کے جواب میں جو عبارت لکھی جاتی ہے وہی پوری عبارت فتویٰ کہلاتا ہے۔

اب جبکہ ہم پورے فتوے پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محترم والی عبارت کے دو سطر نیچے صحیح بات واضح ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، اور یہ وہی بات ہے جو اوپر ہم لکھ آئے ہیں ، کہ " انعم صباحا " ،اِنعم اللہ بک عیناً، صباح الخیر " یہ سارے کلمات جب دعائیہ استعمال ہوتے ہیں تو بلا کراہت جائز ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ ہمارے محترم کے نقل کردہ فتوے میں آگے ان سب کے بارے میں تحریر فرمایا ہے : وتدل على النهي عن التحية بهذا اللفظ، خصوصاً إذا جيء بها بدلاً عن السلام لأنها تحية المشركين، ويشرع أن يقول الرجل لصاحبه إذا لقيه "كيف أصبحت؟ أو كيف أمسيت؟ وذلك بعد أن يسلم عليه، وإن ابتدأه بها قبل السلام واكتفى بها أجزأ. اس سے معلوم ہوا کہ خود ہمارے محترم کے نقل کردہ دلیل میں "انعم صباحا" اور "صباح الخیر" کے استعمال کے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

(۳) مفتی عبداللہ الفقیہ کا "صباح الخیر" کے جواز میں صریح فتویٰ :

سوال :

أخي العزيز حدثنا حبيبنا محمد عليه الصلاة والسلام أن التحية هي تحية الإسلام فهل لا يجوز أن تحيي بتحية غيرها كصباح الخير وتصبح على خير و قول الله تعالى في كتابه الكريم "و إذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها إن الله كان على كل شيء حسيبا" وما تفسير هذه الآية بالضبط وجزاكم الله خيرا وأعانكم على خدمة المسلمين.

الجواب :

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه، أما بعد: فلا شك أن الأولى والأفضل أن يكون السلام هو التحية الأولى، وأن لا يكتفي بغيرها عنها----------

فالأولى أن يبدأ الإنسان عند التحية بالسلام، ولا بأس أن يتبعه بعد ذلك بلفظ آخر كقول " صباح الخير " ونحو ذلك ، وإن بدأ بغير تحية السلام واكتفى بذلك فنرجو أن لا يأثم كما في الفتوى رقم : ١٩٥٦٦ ،---- والله أعلم.

المفتي: مركز الفتوى بإشراف د.عبدالله الفقيه

رقم الفتوى ٧٤٦٨١ البداءة بالسلام والتحية بغيره

تاريخ الفتوى : ٢٥ ربيع الثاني ١٤٢٧

ابھی تو بالکل واضح ہوا کہ ہمارے محترم نے جس مفتی صاحب کا فتویٰ پیش فرمایا تھا انہوں نے بھی جواز کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اور صباح الخیر یا انعم صباحا سلام کے بعد ہو یا سلام کے علاوہ ویسے دعائیہ کلمات کے طور پر استعمال کیا جائے پھر تو بالاتفاق بلا کراہت ان الفاظ کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ یہ جواز نیلے رنگ کی عبارت میں مصرح ہے۔

(۴) شیخ محمد صالح المنجد کا فتویٰ

شیخ محمد صالح المنجد شیوخ عرب میں سے ہیں انہوں نے اپنے ایک فتویٰ میں شیخ عثیمین کا حوالہ دے کر یہی فتویٰ دیا ہے، کہ اس شرط کے ساتھ کہ "انعم صباحا" اور صباح الخیر جیسے الفاظ کے ساتھ کسی کو خطاب کرنا بالکل جائز ہے صرف اس شرط ے ساتھ کہ اسے سلام مسنون شرعی کا متبادل استعمال نہ کیا جائے۔

الكتاب : فتاوى الشيخ محمد صالح المنجد

المؤلف: الشيخ محمد صالح المنجد

عدد الفتاوى: ٣٠٤٧

ازالہ شبہ :

بعض عرب شیوخ نے "صباح الریل" ، "انعم صباحا" پر نکیر کی ہے لیکن جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا کہ یہ اس وقت ہے جبکہ اس سے مسنون تحیہ کا عمل فوت ہو رہا ہو۔ چنانچہ شیخ ابن باز اور اسی طرح شیخ ماہر معیقلی وغیرہ سے سوالات ہوئے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ اگر انہی الفاظ کو مسنون سلام کی جگہ ہی استعمال کیا جائے تو جائز نہیں ہے لین اگر اس کے بعد اس کا استعمال ہو تو سب نے انہی الفاظ "صباح الخیر" اور "انعم صباحاً" سب کا یکساں حکم بیان کیا ہے۔ چنانچہ انہی فتاوی جات کے سوالات ملاحظہ ہو :

يقتصر بعض الإخوة على قول: صباح الخير.. مساء الخير، بدل: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، تحية الإسلام، فهل من توجيه حول هذا؟

اب اس سوال میں واضح طور پر لکھا ہے کہ بدل: السلام علیکم تو ظاہر بات ہے اس کے تو ہم نے بھی عدم جواز کا لکھا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں سنت عمل فوت ہوا، اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ ایک غیر شرعی عمل سنت کا قایم مقام سمجھا گیا، تو اس کے عدم جواز مین کس کو شبہ ہے؟ چنانچہ یہی وجہ ہے انہی شیوخ نے مندرجہ ذیل فتوے جواز کے دیئے جبکہ اس میں عدم جواز کا مذکورہ بالا پہلو نہ پایا جاتا ہو :

(۵) شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

(٦) الشیخ عبد اللہ بن غدیان

(۷) الشیخ عبد اللہ بن قعود

حکم "صباح الخیر"

الحمد لله

لا نعلم بذلك بأساً ، ويكون ذلك بعد البدء بالسلام ، وبعد الرد الشرعي إذا كان القائل بذلك مسلَّماً عليه انتهى ، وبالله التوفيق ، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء **فتوى ١١٥/٢٤**

لجنہ کا ایک اور فتویٰ:

سوال: **عندنا في مصر عادة في الصباح أن نحيي نقول: (صباح الخير يا فلان) ما حكم هذه التحية في الإسلام؟**

الجواب : الحمد لله – تحية الإسلام : (السلام عليكم) فإن زاد : (ورحمة الله وبركاته) فهو أفضل ، وإن دعا بعد ذلك من لقيه : (صباح الخير) مثلاً فلا حرج عليه ، أما أن يقتصر بالتحية عند اللقاء على : (صباح الخير) دون أن يقول: (السلام عليكم) فقد أساء – انتهى

وبالله التوفيق ، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

فتاوی رقم: ۱۱۹/۲۴

کیا زمانہ جاہلیت کا ہر عمل برا تھا؟

دیکھا جائے تو جاہلیت کی ہر چیز کو برا نہیں کہا گیا اور نہ ہر جاہلی عمل کو ممنوع قرار دے دیا گیا بلکہ جاہلیت کے بعض ایسے اعمال جو اپنی ذات کے اعتبار سے اپنے اندر کوئی قباحت نہ رکھتے تھے اور نیز اس سے کوئی حکم شرعی براہ راست متاثر نہ ہو رہا تھا اور نہ ان کے اندر کسی مشرکانہ وکافرانہ فعل ورسم کے ساتھ مشابہت پائی جاتی تھی ، تو ایسی

صورت میں شارع نے اسے بعینہٖ جاری رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ مثلاً آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ جو لوگ جاہلیت میں عزت ومقام ومرتبہ کے مالک تھے قبول اسلام کے بعد اسے وہی مقام دیا گیا، ہاں حدیث میں ساتھ ایک قید آئی ہے إِذَا فَقِهُوا یعنی جب وہ اسلامی احکام میں کچھ سمجھ بوجھ حاصل کرے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ھریرہ، رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

تَجِدُونَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ إِذَا فَقِهُوا وَتَجِدُونَ خَيْرَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً (بخاری ۲۱۷/۳) اسی مناسبت سے وہ واقعہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذکر کیا جائے کہ فتح مکہ سے پہلے بیت اللہ شریف کا جو چابی بردار خاندان تھا وہ جاہلیت سے ہی چلا آرہا تھا صرف اس خاندان کو یہ اعزاز حاصل تھا اور قریش اس خاندان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، چنانچہ جب فتح مکہ کی کامیابی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیب فرمائی تو اس وقت چابی عثمان بن طلحہ کے پاس ہوا کرتی تھی لیکن جب یہ لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے تو وہی جاہلی معاشرے کی طرف سے جو شرافت واعزاز ملا تھا وہی اسی خاندان میں برقرار رکھا گیا اور چابیاں پھر سے اسی عثمان بن طلحہ کے ہاتھ میں پکڑا دئے۔ اسی طرح اعمال جاہلیت کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوئی ایک دن مسجد حرام (بیت اللہ) میں اعتکاف کرنے کا نذر مانا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا تو آپ ص نے پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اسی واقعے کو بھی امام بخاریؒ نے نقل فرمایا ہے : عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَوْفِ نَذْرَكَ فَاعْتَكَفَ لَيْلَةً. (بخاری ٦٦/٣) اس کے علاوہ عاشورہ کا روزہ بھی اسی ضمن میں آسکتا ہے کہ قریش مکہ اسی روزے کو رکھتے تھے ،اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی روزے کا اہتمام فرماتے تھے۔ بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشوراء کے روزے کا نہ صرف خود اہتمام فرمایا بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اس کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں اماں عائشہ رض اللہ عنھا سے روایت ہے:

عَنْ عَائِشَةَ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَصُومُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَه. (بخاری ، ۵۷/۳)

اسی طرح مناسک حج میں بعض اعمال ایسے ہیں جو جاہلیت میں وہ لوگ حج کے دوران کرتے تھے تو ان میں سے بعض مناسک کو شارع نے بحال رکھا مثلاً وقوف عرفہ کو لیجئے زمانہ جاہلیت میں بھی عام لوگ عرفہ کا قیام کرتے تھے، البتہ قریش مشعر الحرام پر رک جاتے تھے، تو مسلمانوں کو حکم ہوا کہ آپ لوگ عرفہ پر وقوف اختیار کریں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

خلاصہ کلام :

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ " صباح الخیر " کی صورت میں ایک دوسرے کو دعائیں دینا مندرجہ ذیل وجوہات کی بناپر شرعا بالکل درست ہے :

۱۔ حدیث کی نہی اسی صورتحال کو شامل نہیں، بلکہ وہ تحیہ کے طور پر اس کے استعمال کو منع بتارہی ہے۔
۲۔ چنانچہ اسی روایت میں منقول الفاظ میں صباح الخیر کے ساتھ "انعم صباحا" کے استعمال سے بھی منع آگیا ہے، جسے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت کے مطابق ایک صحابی حذیفہ رض کو ارشاد فرمایا ہے۔
۳۔ ظاہری طور "صباح الخیر" کے استعمال میں ذاتی طور پر کوئی قبح نہیں، لہٰذا عدم قباحت کی بناپر اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ھٰذا ماظہرلی واللہ علمہ اتم واکمل
شوکت علی قاسمی
ادارہ فرقان صوابی
۱۲، اکتوبر ۲۰۱۷ء

☆☆☆☆☆☆☆